اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَ هُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ○ (الانبیآء:1)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

انسان اس دنیا میں اللہ رب العزت کا نائب، اللہ رب العزت کا خلیفہ اوراس کی صفات کا مظہر اتم ہے۔ یہ دنیا ہمارے لیے امتحان گاہ ہے۔ یہ سیر گاہ نہیں، تماشا گاہ نہیں، قیام گاہ نہیں، یہ امتحان گاہ ہے، افسوس کہ ہم نے اس کو چراگاہ بنالیا۔ مقصدِ زندگی، اللہ تعالیٰ کی بندگی ہے اور مقصدِ حیات اللہ تعالیٰ کی یاد ہے۔

خوب سے خوب تر کی تلاش:

آج زندگی کی ترتیب ایسی بن گئی ہے کہ ہر بندہ اپنی جنت سجانے میں لگا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو ایمان والوں کے لیے آخرت میں جنت بنائی ہے، لیکن نفسِ انسانی اسی دنیا میں اپنی جنت بنانا چاہتا ہے۔

میرا گھر ایسا ہو،

میری بیوی ایسی ہو،

میرے بچے ایسے ہوں،

میرے کپڑے ایسے ہوں،

میری گاڑی ایسی ہو،

میرا بزنس ایسا ہو،

میری عزت ایسی ہو،

آج تمام امور میں خوب سے خوب تر کی تلاش میں زندگی بسر ہو رہی ہے۔ گویا ہر بندہ اپنی پسند کی جنت بنانے میں لگا ہوا ہے اور اسے یہ معلوم نہیں ہے کہ میں دنیا کی اس جنت کو جو بنانے میں لگا ہوا ہوں، یہ بھی ہمیشہ نہیں رہے گی اور میں بھی اس میں ہمیشہ نہیں رہوں گا۔ بہت سے ایسے لوگ آئے جن کے پاس خزانے تھے اور انہوں نے اپنی من پسند زندگی گزارنے کے انتظامات کیے، لیکن بالآخر وہ دنیا سے چلے گئے۔ وہ اس بات کو بھول گئے کہ ہم تو راستے کے راہی تھے، مسافر تھے، ہم نے اپنی منزل کی تیاری کرنے کی بجائے، راستے میں اپنا وقت ضائع کر دیا۔ جس طرح کوئی عقل مند انسان پل کے اوپر گھر نہیں بناتا اسی طرح کوئی بھی عقل مند انسان اس دنیا سے دل نہیں لگاتا۔ نبی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا:

كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْب تم دنیا میں ایسے زندگی گزارو جیسے کوئی پردیسی ہوتا ہے۔

دھوکے کا گھر:

ہمارا وطنِ اصلی جنت ہے اور دنیا وطنِ اقامت ہے۔ کچھ وقت کے لیے ہم یہاں بھیجے گئے ہیں اور وہ وقت بھی تیاری کے لیے دیا گیا ہے۔ لیکن ہم اصل مقصد کو بھول کر ساری امیدیں، ساری آرزوئیں اور ساری تمنائیں اس دنیا میں لگا لیتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ بیٹے کی شادی کرنی ہے تو بس ایسی کریں کہ لوگ یاد رکھیں۔ بیٹی کی شادی کرنی ہے تو بس ایسی کرنی ہے کہ لوگ یاد رکھیں۔ یہ جو ہمارے نفس کے اندر چاہت ہے کہ ہم اپنی من پسند کا ہر کام کر لیں، یہ انسان کو برباد کر دیتی ہے۔ اس لیے انسان کو وہ اپنی آرزوؤں کو پورا کرنے کے لیے جائز ناجائز کی تمیز ختم کر دیتا ہے۔ اسے اپنی منشا کو پورا کرنا ہوتا ہے، اسے اللہ تعالیٰ کی منشا کو پورا کرنا یاد ہی نہیں رہتا۔ یہ ایک دھوکا ہے۔ اسی لیے دنیا کو دارلغرور کہا گیا ہے دھوکے کا گھر، یہ دھوکا لکھے پڑھوں کو بھی لگ رہا ہے، عقل مندوں اور سمجھداروں کو بھی لگ رہا ہے، دانا اور

بینا لوگوں کو بھی لگ رہا ہے۔ بڑی اچھی صلاحیتوں والے لوگ ہوتے ہیں لیکن ان کی زندگی کا مرکز اور محور اسی دنیا کی آسائشیں ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا (الکھف:103)

''کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ اعمال میں سب سے زیادہ خسارہ پانے والے لوگ کون ہیں؟''

اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا (الکھف:104)

''وہ لوگ جن کی ساری کوششیں اسی دنیا کی زندگی کو بنانے میں لگ گئیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم تو بڑے اچھے کام میں لگے ہوئے ہیں۔''

من کی آنکھیں کھولنے کی ضرورت:

آج ذرا بے نمازی سے پوچھیے

کیا حال ہے؟ جواب ملے گا: جو گزر جائے واہ واہ ہے۔ اب سوچیے کہ دن رات تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو رہی ہے، آخرت بگڑ رہی ہے، جہنّم میں جانے کا راستہ ہموار ہو رہا ہے اور پوچھنے پر جواب ملتا ہے: جو گزر جائے واہ واہ ہے۔ یہ غفلت کیسے دور ہو؟ اس لیے ہمیں ان محفلوں میں اپنے من کی آنکھ کھولنے کی ضرورت ہے۔

رب سے ملاقات کی تیاری کیسے؟

آج تو بچی پیدا ہوتی ہے تو ماں کو فکر لگ جاتی ہے کہ جب یہ جوان ہو گی اور اس کی شادی کا وقت آئے گا تو اس وقت میں اس کو کیسے اچھا جہیز دے سکوں گی، ہر ماں سمجھتی ہے کہ اگر بیٹی اچھا جہیز لے کر نہ گئی تو سسرال والوں میں اس کی کیا عزت ہو گی۔ ارے! ابھی بچی تو کھلونوں اور گڑیوں میں کھیل رہی ہوتی

ہے،اس کے لیے ابھی سے اتنی فکر ہے،تو ماں اپنے بارے میں کیوں نہیں سوچتی کہ میں نے بھی اپنے اللہ رب العزت کے دربار میں پیش ہونا ہے۔اگر میں وہاں نیکیوں کا جہیز لے کر نہ گئی تو وہاں میری کیا عزت ہوگی؟ میں اپنے رب کو کیا منہ دکھاؤں گی؟اگر کسی تقریب میں جانا ہو یا لوگوں سے ملنا ہو تو عورتیں فوراً منہ دھوتی ہیں،اچھے کپڑے پہنتی ہیں اور تیار ہوتی ہیں۔یہ کیا معاملہ ہے؟......ہر ملاقات کے لیے تیاری......ہر تقریب کے لیے تیاری......قیامت کے دن اللہ رب العزت سے بھی تو ملاقات کرنی ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا (الکھف:110)

’’جس کو یقین ہو کہ میں نے اپنے پروردگار سے ملاقات کرنی ہے۔اسے چاہیے کہ وہ نیک اعمال کرے،وہ اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے‘‘

خدا پرستی کوئی اور چیز ہے:

اپنے دل میں کسی غیر کی محبّت کو نہ آنے دے۔یہ جو نفسانی،شیطانی اور شہوانی تعلّقات ہوتے ہیں،یہ حقیت میں شرک ہوتا ہے۔بندہ سمجھتا ہے:

’’بس تو میرا دین ایمان ایں سجناں‘‘

وہ محبّت جو اللہ رب العزت کا حق ہے ہم وہ مخلوق کو دے رہے ہوتے ہیں۔کسی تصویر کی ایسی چھاپ لگ جاتی ہے کہ

دن میں بھی اسی کا خیال

رات میں بھی اسی کا خیال

اس کے فون کا انتظار

اسی سے بات کرنے کو بے قرار

اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ (البقرہ:165)

یہ بت ہے جن کی وجہ سے انسان بت پرست بنتا ہے۔یادرکھیں! شہوت پرستی، زن پرستی، زر پرستی، نفس پرستی، یہ سب کی سب بت پرستی ہی کی اقسام ہیں، خدا پرستی کوئی اور چیز ہوتی ہے۔اگر آج آپ غور کریں تو ہماری سب آرزوئیں اور تمنائیں اسی دنیا کے بارے میں ہیں۔اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہ۔کاش! ہم اللہ رب العزت کی رضا کو اپنی آرزو بنا لیتے۔

تیری دعا سے قضا تو بدل نہیں سکتی　　مگر ہے اس سے یہ ممکن کہ تو بدل جائے

تری دعا ہے کہ ہو تری آرزو پوری　　مری دعا ہے کہ تری آرزو بدل جائے

اللہ کرے کہ ہماری امیدوں کی انتہا اور ہماری محبّتوں کا مرکز اور محور اللہ رب العزت کی ذات بن جائے۔ہم اس کی یاد میں زندگی گزاریں، اسی کے لیے اداس ہوں، اسی کے لیے دن گزاریں، راتیں گزاریں، یوں گویا ہم اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے انتظار میں ہونگے۔اسی کیفیت کے بارے میں نبی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا:

اَلتَّجَافِيْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ وَالْاَنَابَةِ اِلٰى دَارِ الْخُلُوْدِ

زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں:

دنیا کی زندگی عارضی اور فانی زندگی ہے جو بالآخر ختم ہو جانی ہے، اور آخرت کی زندگی ہمیشہ باقی رہنے والی زندگی ہے۔ اس دنیاوی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں کہ کب ختم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَ هُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ○ (الانبیآء:1)

''انسانوں کے حساب کا وقت قریب ہو گیا اور وہ اپنی غفلت کے اندر سرگرداں ہیں۔''

ہمیں اس بات کا احساس ہی نہیں کہ ہر دن ہمیں ہماری قبر کے قریب سے قریب تر کر رہا ہے۔ ہماری زندگی کی مہلت کم ہوتی جا رہی ہے اور ہم اس بات سے بے پروا ہو کر زندگی گزار رہے ہیں۔

امام غزالیؒ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اے دوست! تجھے کیا معلوم کہ بازار میں وہ کپڑا پہنچ چکا ہو جسے تیرا کفن بننا ہے۔''

ہم موت کو بھول جاتے ہیں، موت تو ہمیں نہیں بھولتی، لہٰذا بہتر یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو آخرت کے لیے تیار کر لیں اور اپنے پروردگار کو راضی کرنے کے لیے کوشش کر لیں۔

دورِ حاضر میں علاماتِ قیامت کا مشاہدہ:

نبی علیہ السّلام نے قربِ قیامت کی بہت سی علامات بتائیں۔ ان میں سے آج ہم کتنی علامتیں اپنی آنکھوں سے پوری ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔

پہاڑوں کو چیر کر راستے بنانا:

ایک حدیث مبارکہ میں نبی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا:

''جب مکہ مکرمہ کے پیٹ کو چیر کر راستے بنا دیے جائیں گے اور جب عمارتیں پہاڑوں کے برابر اونچی ہو

جائیں گی تو تم قیامت کا انتظار کرنا۔‘‘

مکہ مکرمہ کے پیٹ کو چیرنے کا کیا مطلب؟ آج وہاں پہاڑوں کے اندر ٹنلز (سرنگیں) بنا کر انٹرنل رنگ روڈ اور آؤٹر رنگ روڈ بنا دی گئی ہیں۔ گویا بندہ آنکھوں سے دیکھتا ہے کہ مکہ مکرمہ کے پیٹ کو چیر کر راستے بنا دیے گئے ہیں۔

بلند و بالا عمارتیں بنانا:

آگے فرمایا کہ جب عمارتیں پہاڑوں کے برابر اونچی ہو جائیں۔ کیا مطلب؟ آج آپ حرم شریف سے باہر نکلیں تو آپ کو سامنے جو ہوٹل نظر آتے ہیں ان کی بلندی پہاڑوں سے بھی زیادہ ہے۔ چودہ سو سال پہلے جب سنگل سٹوری مکانات بنانے کی عادت عام تھی، مشینری بھی نہیں تھی اور سول بلڈنگز کا ڈیزائن بھی نہیں ہوتا تھا، اس وقت یہ بات کہ ’’جب مکانات پہاڑوں کے برابر اونچے ہو جائیں‘‘ یہ عام بندے کے بس کی بات نہیں۔ ایسے لگتا ہے کہ نگاہِ نبوت آج کے ان حالات کا مشاہدہ کر رہی تھی۔ تو اس حدیث پاک میں جو دو نشانیاں بتائی گئی ہیں، ہم اپنی آنکھوں سے وہ دونوں نشانیاں پوری ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔

اہلِ عراق کا کھانا بند ہونا:

ایک حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں زور کی آندھی آئی۔ اس وقت امہات المومنین میں سے کسی ایک نے یہ کہہ دیا: اے اللہ کے نبی ﷺ! کہیں قیامت تو نہیں آ گئی؟ نبی علیہ السّلام لیٹے ہوئے تھے، آپ ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا:

’’قیامت کیسے آسکتی ہے، ابھی تک تو اہل عراق کا کھانا پینا بھی بند نہیں ہوا اور عرب کی سرزمین ابھی سرسبز نہیں ہوئی۔‘‘

اہلِ عراق کا کھانا پینا بند ہونے کی وہ علامت ہے جو ہم نے اپنی زندگیوں میں خود دیکھی۔ اہل عراق پر چند سال پہلے ایسا وقت آیا کہ کھانا پینا تو کجا، بیماریوں کے لیے اس ملک میں دوائیوں کا جانا بھی بند کر دیا گیا تھا۔

سرزمینِ عرب میں زراعت کا ہونا:

اور فرمایا ''عرب کی سرزمین ابھی سرسبز نہیں ہوئی۔'' آج عرب کے اندر اتنی زراعت ہونے لگ گئی ہے کہ وہ گندم میں خود کفیل ہو چکے ہیں۔ بلکہ ہر سال وہ فالتو گندم لوگوں کی امداد کے لیے دوسرے ملکوں میں بھیجتے ہیں۔

ماں کے مقابلے میں بیوی کی فرمانبرداری کرنا:

اسی طرح کی علامات بیان کرتے ہوئے نبی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا:

وَ اَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَہٗ وَ عَقَّ اُمَّہٗ وَ اَدْنٰی صَدِیْقَہٗ وَ اَقْصٰی اَبَاہُ

''اور جب لوگ ماں کی بجائے بیوی کی فرمانبرداری کرنے لگ جائیں اور باپ کی بجائے دوست کی بات ماننے لگ جائیں گے۔''

دیکھو! یہ کیسی عجیب بات کہی! شریعت نے دائرہ کار متعیّن کر دیا ہے۔ ماں کے اپنے حقوق، بیوی کے اپنے حقوق۔ جب انسان اس میں کمی بیشی کرے، والدین کو نظر انداز کرے اور بیوی کی ہر سیاہ سفید بات کو قبول کرے، یہ قیامت کی نشانی ہے۔

باپ کے مقابلے میں دوست کی بات ماننا:

دوسری بات یہ کہی ”باپ کی بات کو رد کرے اور دوست کی بات کو قبول کرے۔“ آج کے نوجوانوں میں یہ بات کثرت سے دیکھی جا رہی ہے۔ وہ باپ سے اس طرح نفرت کرتے ہیں جیسے کوئی پاپ سے نفرت کرتا ہے۔ کس لیے؟ اس لیے کہ باپ روک ٹوک کرتا ہے اور اچھی بات کی تلقین کرتا ہے اور دوست اس کو من پسند باتیں کرنے کی تجویز پیش کرتا ہے۔ اس طرح دوست اچھا لگتا ہے اور باپ برا لگتا ہے۔

ماں کا اپنی حاکمہ کو جنم دینا:

ایک اور نشانی بتائی:

”جب ماں اپنی حاکمہ کو جنم دے۔“

آج کتنی بیٹیاں اتنی خودسر ہیں کہ مائیں بھی ان سے ڈرتی ہیں۔ ذرا ذرا سی بات پر ماں کے سامنے بولنا، ماں کے ساتھ جھڑپ لینا، ماں کے ساتھ ضد لگانا، یہ علامات آج اکثر و بیشتر گھروں میں دیکھنے میں آ رہی ہیں۔

صلحا کا کوئی بدل نہ ہونا:

ایک نشانی یہ بتائی:

”جب صلحا اپنا ثانی نہ چھوڑیں۔“

واقعی آج وہ وقت آ چکا ہے کہ جو عالم بھی دنیا سے جا رہا ہے، اس کے بعد اس جیسا کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔ کوئی ان کا بدل نظر نہیں آتا۔

زکوٰۃ کو تاوان سمجھنا:

فرمایا: ”جب لوگ زکوٰۃ کو تاوان سمجھنا شروع کر دیں۔“

یعنی لوگ جب زکوٰۃ ادا کرنے کو بوجھ سمجھیں۔ زکوٰۃ دیتے ہوئے ان کے دل پر بوجھ ہو۔ آج آپ دیکھ سکتے ہیں کہ لوگ کتنے شوق سے زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اکثر اس کو بوجھ سمجھتے ہیں۔

ہر کان کے پاس مغنّیہ کا گانے گانا:

فرمایا ''جب ہر کان کے پاس مغنّیہ گایا کرے۔''

آج یہ سیل فون ایسے بن چکے ہیں کہ جن میں ٹیلیفون کی رنگ ہی نہیں، ان میں میوزیکل ٹونز ہیں یا گانوں کی مختلف دھنیں ہیں۔

طواف کرتے ہوئے ایک نوجوان کو دیکھا کہ اچانک اس کا فون آیا تو کسی انڈین فلم کا ایک گانا شروع ہو گیا اور اس نوجوان نے جیب سے فون نکال کر اٹینڈ کیا۔ اب بتائیے! جب بیت اللہ شریف کے سامنے طواف کی حالت میں بھی ان گانے والیوں کی آواز کانوں میں پڑے گی تو کیا یہ قیامت کی نشانی نہیں!؟ مسجدوں کے اندر نماز کی حالت میں یہی موسیقی سننے میں آتی ہے کیونکہ لوگ موبائل بند کرنا بھول جاتے ہیں۔

عریانی، فحاشی اور زنا کا عام ہو جانا:

فرمایا: ''جب عریانی، فحاشی اور زنا عام ہو جائے۔''

آپ اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ آج عریانی کتنی عام ہوتی چلی جا رہی ہے۔ ایسے وقت میں فرمایا کہ آندھیوں کا آنا اور زلزلوں کا آنا عام ہو جائے گا۔

دین دار لوگوں کو قتل کرنا:

فرمایا: دین دار لوگوں کو چن چن کر قتل کیا جائے گا۔''

آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ دین دار لوگوں کو دنیا میں جینے کا کوئی حق نہیں دیا جا رہا۔ ہر جگہ مسلمان ہی پس

رہے ہیں۔ بلکہ ان کو با قاعدہ پلاننگ کے ساتھ چن چن کر قتل کیا جا رہا ہے۔

بادشاہ کا مرنا، گرہن لگنا اور آواز کا آنا:

ایک عجیب نشانی بتائی گئی۔ ایک حدیث پاک میں فرمایا:

’’عرب کا بادشاہ مرے گا۔‘‘

آپ ذرا غور کیجیے کہ کچھ دن پہلے یہ نشانی بھی پوری ہوئی ہے۔

’’اوراس کے بعد آنے والے رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کو سورج گرہن لگے گا اور پندرہ تاریخ کو چاند گرہن لگے گا۔‘‘

اب یہ گزرنے والا رمضان المبارک ایسا رمضان ہے کہ اس کی پہلی تاریخ کو ایک گرہن لگ چکا ہے اور پندرہ تاریخ کو دوسرا گرہن لگ چکا ہے۔ اور فرمایا:

’’اس کے درمیان میں ایک ایسی آواز آئے گی جو پوری دنیا میں سنی جائے گی۔‘‘

ممکن ہے کہ پاکستان کے بعض حصوں میں جو زلزلہ آیا، یہی ایک ایسی آواز ہو جس کو پوری دنیا کے جانوروں نے بھی سنا اور خبروں کی شکل میں انسانوں نے بھی سنا۔ وہ زلزلہ بھی کیا تھا؟ اللہ اکبر، انسان کو اپنی بے بسی اور بے کسی بتانے کے لیے ایک سبق تھا۔

کئی مرتبہ جب انسان کو کھانا پینا مل جاتا ہے تو وہ خدا کے لہجے میں بولنا شروع کر دیتا ہے۔ چنانچہ ایسے بندوں کو ان کی اوقات یاد دلانے کے لیے اللہ تعالیٰ بعض اوقات زمین کو جھنجھوڑ دیتے ہیں۔ چنانچہ عبرت حاصل کرنے کے لیے اس کی تھوڑی سی تفصیل عرض کر دیتا ہوں۔

زلزلے آنے کی دو وجوہات:

زلزلے آنے کی دو وجوہات ہوتی ہیں۔ ایک طبعی اور دوسری شرعی۔

(۱) طبعی وجوہات:

جب یہ زمین بنی تو یہ انتہائی گرم حالت میں تھی۔ اوپر کی سطح ٹھنڈی ہوگئی۔ مگر اس کے اندر ابھی بھی مولٹن میٹل موجود ہے۔ یعنی آگ موجود ہے۔ اب وہ جب کبھی آپس میں سیٹل ہوتی ہے تو زمین کے اوپر زلزلہ کی کیفیت محسوس ہوتی ہے۔

یہ زلزلہ زمین کے مختلف حصوں میں آتا رہتا ہے۔ حتی کے ہر دن میں دنیا میں سو زلزلے آتے ہیں۔ مگر چونکہ وہ معمولی نوعیت کے ہوتے ہیں اس لیے لوگ ان کو نوٹ ہی نہیں کر پاتے، فقط آلات کے ذریعے ہی ان کا پتہ چلتا ہے۔

(۲) شرعی وجوہات:

زلزلے آنے کی ایک وجہ شرعی نوعیت کی بھی ہوتی ہے۔ کبھی کبھی انسانوں کے اعمال اتنے بگڑ جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جگانے کے لیے زمین کے ٹکڑے کو ہلنے کا حکم دیتے ہیں اور زمین ہلنے لگ جاتی ہے۔

اِنَّ الْاَرْضَ تَزَلْزَلَتْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ: اُسْكُنْ فَاِنَّهٗ لَمْ يَأْنِ لَكِ ....ثُمَّ الْتَفَتَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ: اِنَّ رَبَّكُمْ لِيَسْتَاْتِبَكُمْ فَاَعْتِبُوْهُ ''ایک مرتبہ نبی علیہ السّلام کے زمانے میں زمین میں زلزلہ آیا۔ آپ ﷺ نے اپنا مبارک ہاتھ زمین پر رکھا اور پھر حکم فرمایا: تو ٹھہر جا، ابھی قیامت قائم ہونے کا وقت نہیں آیا۔ پھر نبی علیہ السّلام صحابہؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: بے شک تمہارا پروردگار چاہتا ہے کہ تم توبہ تائب ہو جاؤ، پس تم توبہ کرو۔''

تو گویا نبی علیہ السّلام کی زبان فیض ترجمان سے یہ پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ انسان توبہ تائب

ہوں۔اپنی غفلتوں سے، سستی سے، گناہوں سے اور بدکاریوں سے توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں۔اسی لیے اللہ تعالیٰ زمین کو ہلاتے ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے:

زُلْزِلَةُ الْمَدِينة على عهد عمر ص فقال: ما هذا ؟لئن عادت لا تجدونی علیها

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہء خلافت میں مدینہ میں زلزلہ آیا۔آپ نے (حیران ہوکر) کہا: یہ کیا ہے؟تم میں سے کون ہے جس نے کسی نئی بات کا؟ارتکاب کیا،اگر ایسا پھر ہوا تو میں تمہارے درمیان نہیں رہوں گا۔''

یعنی انہوں نے یہ کہا کہ یہ زلزلہ کسی نہ کسی عمل کی وجہ سے آتا ہے۔

غیروں کے لیے خوشبو استعمال کرنا:

حدیث پاک میں ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا گیا:''زلزلہ کیوں آتا ہے؟''انہوں نے جواب میں زلزلہ آنے کی تین علامتیں ارشاد فرمائیں۔پہلی علامت یہ بتائی:

''جب عورتیں غیر مردوں کے لیے خوشبوئیں استعمال کریں۔''

کیا عجیب بات کہی! آج آپ دیکھیں تو عورتیں خاوند کے لیے تو خوشبو کم استعمال کرتی ہیں اور باہر نکل کر تقریبات میں جانے کے لیے خوشبو زیادہ استعمال کرتی ہیں۔کتنی نوجوان بچیاں ہیں جو سکولوں میں خوشبوئیں لے کر جاتی ہیں۔اپنے کزنز کے لیے خوشبوئیں استعمال کرتی ہیں۔جب عورت کی نیت یہ ہوتی ہے کہ میں بدن پر خوشبو اس لیے لگاؤں کہ غیر محرم میری طرف متوجہ ہوں تو یہ زلزلے کی ایک علامت ہے۔

غیروں کے سامنے ننگی ہونے میں جھجک محسوس نہ کرنا:

دوسری علامت یہ بتائی ''جب غیر محرم مردوں کے سامنے عورتیں ننگی ہونے میں جھجک محسوس نہ کریں۔'' اب دیکھیے کہ یہ کتنی عجیب علامت بتائی کہ جب عورتوں کو ننگا ہونے میں جھجک محسوس نہ ہو۔ اس ننگا ہونے کے بھی درجات ہیں۔

چہرے کا ننگا ہونا، اس کو تو برا ہی نہیں سمجھتیں۔ وہ کہتی ہیں: یہ تو ہمارے کزن ہیں، یہ خالہ کا بیٹا ہے، یہ ماموں کا بیٹا ہے۔ یعنی اپنے رشتہ داروں میں وہ کھلے چہرے کے ساتھ بے محابہ ملتی ہیں۔ اس گناہ کا ارتکاب عام ہو چکا ہے۔

کچھ عورتیں تو یہ کہتی ہیں کہ چہرے کا تو پردہ ہی نہیں۔ یعنی مفتیہ بھی بن بیٹھتی ہیں۔ ان سے ایک بات پوچھیں کہ احرام کی حالت میں عورت کو جو یہ حکم دیا گیا ہے کہ چہرے کو کپڑا نہ لگے، کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ احرام کے علاوہ حالت میں چہرے پر کپڑا ہونا چاہیے۔ اگر چہرے پر کپڑا تھا ہی نہیں تو احرام کی حالت میں یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ چہرے کو کپڑا نہ لگے؟ اب اس کا مطلب یہ نہیں کہ احرام کی حالت میں چہرہ کھول لیں، نہیں، بلکہ اس طرح کپڑا لیں کہ وہ چہرے سے ذرا دور رہے، مگر غیر محرم مردوں سے پردہ کرنا لازم ہے۔ قرآن عظیم الشان میں اللہ تعالیٰ صحابہ کرام سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ جب تم نے ایک دوسرے سے کوئی چیز لینی ہو تو فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ (الاحزاب:53)

''تم پردے کے پیچھے سے ان سے سوال کرو۔''

اگر چہرے کا پردہ نہیں تھا تو ''پردے کے پیچھے سے'' کا حکم کیوں دیا؟ آخر قرآن میں یہ الفاظ کیوں موجود ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ آج کھلے چہرے کے ساتھ سب کے سامنے چلے جانے کو تو معیوب

ہی نہیں سمجھا جاتا۔

اس سے آگے ذرا دیکھیے۔کتنی نوجوان بچیاں ایسی ہیں جو اپنا سر ہی نہیں ڈھانپتیں، سینہ نہیں ڈھانپتیں، بازو بھی آدھے ننگے ہوتے ہیں۔اس ننگے پن کے بھی درجات ہیں۔بہت ساری بچیاں ایسی ہیں جو کسی نہ کسی درجہ میں آج اس گناہ کی مرتکب ہو رہی ہیں۔گھر میں کام کرنے والے مردوں کو تو وہ اپنا محرم سمجھتی ہیں۔حالانکہ یہ کام کرنے والے مردان کے غلام تو نہیں۔

تو دوسری علامت یہ بتائی کہ جب عورتیں غیر محرم مردوں کے سامنے ننگی ہونے میں جھجک محسوس نہ کریں۔کیا آج گھروں میں کام کرنے والے مردوں کے سامنے کھلے چہرے کے ساتھ آنے میں عورتیں کوئی جھجک محسوس کرتی ہیں؟نہیں۔تو معلوم ہوا کہ اس میں ہم بھی کسی نہ کسی درجہ میں ملوث ہیں۔

شراب اور موسیقی عام ہونا:

تیسری علامت ام المومنینؓ نے یہ ارشاد فرمائی:

''جب شراب اور موسیقی عام ہو جائے تو تم زلزلوں کا انتظار کرنا۔''

اسی لیے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا ظَهَرَ فِيْ قَوْمٍ الزِّنَا وَلَا رِبَا اِلَّا اَحَلُّوْا بِاَنْفُسِهِمْ عِقَابَ اللّٰهِ

''جب کسی قوم کے اندر سود اور زنا عام ہو جائے تو وہ اپنے آپ کو اللہ کے عذاب کے لیے پیش کر دیا کرتی ہے۔''

یہاں دو گناہوں کا تذکرہ ہے۔ایک زنا کا گناہ اور دوسرا ربا کا گناہ۔یہ زنا کا گناہ بھی عام ہے۔

ایک ہوتا ہے مبادیاتِ زنا۔یہ تو بہت عام ہو چکی ہیں۔

غیر محرم کی طرف دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے۔آج سو میں سے چند لوگ ہی قسمت والے ایسے ہوں گے جو اپنی نگاہوں کی سو فیصد حفاظت کرتے ہوں گے۔وگرنہ تو مردوں کی نگاہیں عورتوں کو تلاش کرتی پھر رہی ہیں اور عورتوں کی الٹی سیدھی نگاہیں مردوں پہ پڑ رہی ہوتی ہیں۔

کانوں کا زنا بھی عام ہے۔یہ سیل فون ایسی مصیبت ہے کہ کئی کئی گھنٹوں تک غیر محرموں کے ساتھ فون پر باتیں ہو رہی ہوتی ہیں۔میسج بھیجے جا رہے ہوتے ہیں۔

دل کے اندر غیر محرم کا تصور باندھنا، دل کا زنا ہے۔

ملاقات کے لیے چل کے گئے تو یہ پاؤں کا زنا ہے۔

اگر آپ مبادیاتِ زنا کو دیکھیں تو یہ بہت عام ہو گئی ہیں۔گو کہ جو کامل زنا ہے، اس میں کچھ مجبوریاں اور رکاوٹیں ہوں۔

ایک تو زنا کا تذکرہ فرمایا اور دوسرا سود کا تذکرہ فرمایا۔آج کتنے کاروباری لوگ ہیں جنہوں نے اپنے اکاؤنٹ سود والے کھلوائے ہوئے ہیں۔یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی پاک چیز میں پیشاب کی ملاوٹ کر لی جاتی ہے، تو وہ پوری کی پوری ناپاک ہو جاتی ہے۔فرمایا کہ جس قوم میں یہ دو چیزیں ظاہر ہو جائیں وہ اپنے آپ کو اللہ کے عذاب کا حق دار بنا لیتی ہے۔

گناہوں کی سزا، زلزلوں کی شکل میں:

پہلی امتوں کو بھی ان کی معصیتوں کی سزا زلزلے کی صورت میں دی گئی۔

اہل مدین کے اندر اونچ نیچ تھی۔وہ ناپ تول میں کمی کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ (الاعراف:78)

’’سو پکڑ لیا ان کو سخت زلزلے نے‘‘

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے ساتھ چالیس لوگ کوہ طور پر گئے تھے۔لیکن پھر انہوں نے بہانہ بازیاں شروع کر دیں کہ ہمیں کیا پتہ کہ اللہ سے ہم کلامی ہوئی یا نہیں۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

فَلَمَّآ اَخَذَتۡهُمُ الرَّجۡفَةُ (الاعراف:155)

قارون نے اللہ تعالیٰ کا حکم پورا کرنے میں کوتاہی کی۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَخَسَفۡنَا بِهٖ وَ بِدَارِهِ الۡاَرۡضَ (القصص:81)

’’ہم نے اس کو اس کے گھر کو زمین کے اندر دھنسا دیا۔‘‘

یہاں زلزلے کیوں نہیں آتے؟

آپ یہ مت سوچیں کہ زمین کے اس حصے میں تو زلزلے نہیں آتے۔جب شرعی وجوہات ہوتی ہیں تو زمین کے کسی بھی ٹکڑے کو اللہ تعالیٰ ہلا سکتے ہیں۔پرانے فالٹس (نقائص) جو ہزاروں سال پہلے کے خاموش ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو زندہ کر دیتے ہیں۔

زلزلے کے دوران کرنے کے کام:

ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ زلزلہ آئے تو کیا کریں؟ علامہ ابن قیمؒ نے الجواب الکافی میں لکھا ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک مکتوب اپنے گورنروں کو لکھا کہ ’’جب بھی تم زمین میں زلزلہ محسوس کرو تو تم اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے گناہوں سے توبہ کرو،میدان میں نکل کر اللہ کے سامنے گریہ وزاری کرو،دعا کرو اور اپنے مال کو اللہ کے راستے میں صدقہ دو۔‘‘

چنانچہ علما نے لکھا ہے کہ ایسے وقت میں وہ دعائیں مانگنی چاہییں جو انبیائے کرام نے مانگی تھیں اور اللہ

تعالیٰ نے ان کو مصیبتوں سے نکالا تھا۔ مثال کے طور پر:

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا سکتہ وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ

(الاعراف:23)

یہ سیدنا آدم علیہ السّلام کی دعا ہے۔ اس کے بدلے اللہ تعالیٰ نے ان سے مصیبت کو ٹال دیا تھا۔ یہ زلزلہ بھی ایک مصیبت ہوتی ہے۔ ایسے وقت میں اس دعا کو پڑھنے سے بھی فائدہ ہوتا ہے۔

جب حضرت یونس علیہ السّلام مچھلی کے پیٹ میں چلے گئے تھے تو انہوں نے وہاں پر اللہ رب العزت کے سامنے ان الفاظ کے ساتھ آہ وزاری کی:

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ق اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (الانبیآء:87)

ان کلمات کی برکت سے اللہ رب العزت نے ان کو مچھلی کے پیٹ سے باہر نکال دیا۔ اسی طرح جب کوئی انسان کسی مصیبت کے پیٹ میں پھنس جائے تو ان کلمات کو پڑھنے سے اس مصیبت کی مچھلی کے پیٹ سے اس بندے کو نکال دیتے ہیں۔

درِمختار میں لکھا ہے کہ اگر زلزلہ آئے تو ''لوگوں کو چاہیے کہ وہ اپنے گھروں میں الگ الگ نماز پڑھیں۔ اگر وہ نماز نہیں پڑھ سکتے تو دعا کریں، لیکن نماز پڑھنا افضل ہے۔'' کیونکہ حدیث پاک میں آیا ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا حَزَبَهٗ اَمْرٌ فَزَعَ اِلَى الصَّلٰوةِ

''نبی علیہ السّلام کو جب بھی کوئی کٹھن معاملہ پیش آتا تھا تو آپ ﷺ فوراً نماز کی طرف متوجہ ہوا کرتے تھے۔''

بعض لوگ جہالت کی وجہ سے زلزلے کے وقت اذانیں دینا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ سراسر غلط ہے۔ ایسا

نہیں کرنا چاہیے۔

ایک اور سوال بھی ذہن میں پیدا ہوتا ہے۔ جب زلزلہ آتا ہے تو اکثر لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ کمروں سے نکل کر باہر کھلی فضا میں آجاتے ہیں۔ ایسے میں لوگوں کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ کیا کرنا چاہیے۔ بعض لوگ اس کو اچھا سمجھتے ہیں اور بعض لوگ اسے توکل کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اس سلسلہ میں شریعت کا حکم کیا ہے؟ تو درالمختار کتاب الفرائض میں ہے کہ اگر کوئی بندہ ایسی جگہ پر تھا کہ

اَخَذَتْهُ الزَّلْزِلَةَ فِيْ بَيْتِهٖ فَفَرَّ اِلَى الْفَضَاءِ لَا يُكْرَهُ بَلْ يُسْتَحَبُّ لِفَرَارِ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْحَائِطِ الْمَائِلِ

''اگر زلزلہ آیا اور آدمی گھر میں تھا اور وہ نکل کر کھلی فضا میں آگیا تو اس میں کوئی کراہت نہیں، بلکہ مستحب ہے، کیونکہ نبی علیہ السّلام ایک مرتبہ جھکی ہوئی دیوار کے پاس سے گزرنے لگے تو آپ تیزی سے اس کے نیچے سے الگ ہو گئے۔''

جس طرح گرتی ہوئی دیوار کے نیچے سے اللہ کے محبوب ﷺ ہٹ گئے تھے اسی طرح زلزلے کے وقت کمرے سے نکل کر کھلی فضا میں آجانا، یہ بھی مستحب کہلائے گا۔

ایک تکوینی فیصلہ:

ایک بات اور سمجھیے۔ جن لوگوں پر یہ زلزلہ آیا وہ ہم سے زیادہ برے نہیں تھے اور ہم ان سے زیادہ نیک نہیں ہیں۔ بس یہ ایک تکوینی فیصلہ تھا کہ اللہ نے زمین کے اس ٹکڑے کو جھنجھوڑ دیا اور ہمیں اللہ نے زندہ رکھا عبرت حاصل کرنے کے لیے۔ اگر تو ہم اس سے سبق حاصل کرلیں گے تو ہمارا فائدہ ہوگا اور اگر حاصل نہیں کریں گے تو پھر بالآخر جانا تو ہم نے بھی ہے۔ لہٰذا اپنی زندگیوں کو بدلنے کی نیت کر لیجیے۔

عجیب ترین زلزلہ:

جب زلزلہ آیا تو ان دنوں وہاں جا کر لوگوں کو ملنے کا موقع ملا۔انہوں نے وہاں کے عجیب وغریب احوال سنائے۔کچھ زلزلے ایسے ہوتے ہیں کہ اگر مکان اچھے بنے ہوئے ہوں تو وہ بچ جاتے ہیں،اور کچھ زلزلے ایسے ہوتے ہیں کہ مکانوں کا اچھا بننا اس میں کوئی معنی ہی نہیں رکھتا۔وہ کیسے؟ عام طور پر زلزلے دائیں بائیں آتے ہیں اور مکانوں کو جھٹکے دیتے ہیں۔ایسی صورت میں کنکریٹ یا سٹیل کے بنے ہوئے جو اچھے مکان ہوتے ہیں وہ بچ جاتے ہیں۔مگر یہ زلزلہ تو عجیب تھا۔اس میں زمین اوپر نیچے ہو رہی تھی۔

زمین میں دھنسنے والا کیسے بچ نکلا؟

ایک شخص نے خود یہ بتایا کہ جب زلزلہ آتا تو زمین یک دم ایسے بن گئی جیسے کپاس ہوتی ہے اور میں اپنی گردن تک زمین میں دھنس گیا۔اور زلزلے کا دوسرا جھٹکا آیا تو زمین نے مجھے اچھال کر باہر نکال دیا اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے بچالیا۔

تین منزلہ مسجد زمین میں گڑ گئی:

ہم نے ایک تین منزلہ مسجد دیکھی۔اسکی آخری چھت زمین کے برابر پڑی ہوئی نظر آ رہی تھی اور باقی پوری کی پوری مسجد زمین کے اندر گڑ گئی تھی۔جیسے کیل کو کوئی شخص ٹھوکر لگا کر زمین میں گاڑ دیتا ہے۔اسی طرح پورے کے پورے مکان زمین کے اندر دھنسا دیے گئے ہیں۔اب ایسے مکان کیا کریں!؟

پوری بستی دو پہاڑوں کے نیچے دب گئی:

ہمارے ایک بہت ہی قریبی تعلّق والے عالم ہیں۔وہ زلزلے کے بعد اپنے والدین کی خریت دریافت کرنے کے لیے اپنے گاؤں میں گئے۔ان کو پورا ایک دن لگا اور انہیں اپنا گاؤں ہی کہیں نہ ملا۔وہ حیران تھے کہ میں نے یہاں زندگی گزاری ہے،میرا گاؤں کہاں ہے۔بالآخر وہاں کے کسی بندے نے

کہا کہ یہ جو دو پہاڑ ہیں، ان کو دیکھو، ان کی چوٹیاں آپ کو جانی پہچانی نظر آتی ہوں گی۔ انہوں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا کہ زلزلے کے وقت یہ دونوں پہاڑ آپس میں قریب ہو گئے تھے اور درمیان میں پوری کی پوری بستی ان پہاڑوں کے نیچے دب گئی تھی۔ چنانچہ اس عالم کے تین سو پچیس رشتہ دار اس میں فوت ہو گئے۔ چند منٹ کا زلزلہ آتا ہے اور ایک بندے کے تین سو پچیس رشتہ دار دنیا سے چلے جاتے ہیں۔

خاندان کے سب لوگ چل بسے:

ہمارے ہاں جامعہ میں ایک بچی پڑھتی ہے۔ اس کے ماں باپ، بہن بھائی، اور ان کے گھر میں جو چھوٹے بچے تھے، وہ سب کے سب اپنے گھر سمیت زمین کے اندر چلے گئے۔ اب وہ اکیلی بچی دنیا میں موجود ہے۔ یہ عبرت کی باتیں ہمیں جھنجوڑنے کے لیے ہیں تاکہ ہم ذرا آنکھیں کھولیں کہ ہمارے ساتھ بھی کیا معاملہ پیش آ سکتا ہے۔

پوری بستی زمین میں دھنس گئی:

ہمارے ایک قریبی تعلّق والے دوست ہیں، ان کی کزن کے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ وہ ماشاءاللہ جوان العمر ہیں۔ ایک میجر کی بیوی ہیں۔ کہتی ہیں کہ میری ایک بیٹی چار سال کی ہے اور ایک بیٹا دو تین ماہ کا ہے۔ وہ، اس کا میاں اور دونوں بچے ایک ہی ڈبل بیڈ کے اوپر سو رہے تھے۔ وہ کہتی ہیں کہ اچانک چھوٹا بچہ ہلا جلا اور رویا، جیسے اسے فیڈ کی ضرورت ہو۔ گو مجھے بہت نیند آئی ہوئی تھی، مگر میں ماں تھی۔ میں اس نیند سے اٹھی کہ میں اپنے بچے کو فیڈ ر دوں۔

اچانک میری نظر ساتھ والی دیوار پر پڑی۔ مجھے اس میں ایک دراڑ پڑتی نظر آئی۔ میں نے فوراً اپنے میاں کو جگایا کہ دیوار میں یہ کیا ہو رہا ہے؟ وہ اٹھا اور اس نے دیکھا تو وہ کہنے لگا کہ دیوار میں تو دراڑ آ رہی

ہے۔ پھر اس نے جلدی سے بیٹی کو اٹھایا اور میں نے چھوٹے بیٹے کو اٹھایا۔ جیسے ہی ہم اپنے کمرے سے باہر نکلے، پیچھے ہمارے کمرے کی چھت زمین پر آگری۔ ہمارے گھر کے فرنٹ پر ایک بالکونی تھی ہم درمیان میں ایک جگہ ٹریپ ہو گئے۔ میرے میاں نے ایک بڑی اینٹ اٹھائی اور کھڑکی کو دے ماری۔ جیسے ہی کھڑکی ٹوٹی تو اس نے باہر چھلانگ لگا دی اور مجھے کہا کہ جلدی سے مجھے بچے پکڑاؤ۔ میں نے کھڑکی میں سے اسے بیٹا پکڑایا اور اس نے لے کر زمین پر لٹا دیا۔ پھر بیٹی کو پکڑ کر زمین پر ڈال دیا۔ میرے لیے کھڑکی پر چڑھ کر اترنا ذرا مشکل ہو رہا تھا، اس نے مجھے بالوں سے پکڑ کر کھینچا اور بازوؤں سے بھی پکڑ کر کھینچا اور بالآخر جیسے ہی میں باہر گئی، جس بالکونی میں ہم کھڑے تھے اس کی چھت بھی زمین پر آگری۔ پھر میں نے بیٹے کو اٹھایا اور میرے میاں نے بیٹی کو اٹھایا اور ہم وہاں سے بھاگے۔ مگر ہم سے بھاگا ہی نہیں جا رہا تھا۔ ایسے لگتا تھا جیسے کسی نے بیس بیس کلو کا وزن ہمارے پاؤں کے ساتھ باندھ دیا ہے۔ پاؤں اٹھانا بھی مشکل تھا۔ وہاں زمین کی گریویٹیشنل فورس (کشش ثقل) بڑھ چکی تھی۔ وہ کہتی ہیں کہ میرا خاوند میجر تھا، وہ مجھے کہہ رہا تھا کہ آج تو قدم اٹھانا مشکل ہو رہا ہے۔ ہم وہاں سے مشکل سے پچاس قدم پیچھے ہٹے ہوں گے کہ جب ہم نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ہماری ساری بستی کے مکانات زمین کے اندر چلے گئے تھے۔ ہمیں فقط زمین نظر آ رہی تھی، کوئی مکان نظر نہیں آ رہا تھا۔

اپنی بے بسی کا خیال رکھو:

اللہ تعالیٰ بندوں کو اپنی نشانیاں دکھاتے ہیں کہ بندو! تم اس دنیا کی زندگی میں بدمست ہو چکے ہو اور میرے حکموں کو توڑتے پھرتے ہو، میں اگر حکم دوں تو تمہاری ساری زندگی کی سہولتیں ایک لمحے کے اندر ختم ہو جائیں۔ تم اپنی بے بسی اور بے کسی کا خیال رکھو۔ تم اس عظیم پروردگار کے حکموں کو توڑتے ہو جس کے ہاتھوں میں زمین اور آسمان کی طنابیں ہیں۔

مرنے والے سب لوگ برے نہیں تھے:

یاد رکھیں اس زلزلے میں مرنے والے سارے لوگ برے نہیں تھے۔اس کی کئی مثالیں دیکھنے میں آئی ہیں۔

آپ حیران ہوں گے کہ سات دنوں بعد ایک ٹاور گرا۔اس کے اندر سے اٹھارہ یا سولہ سال کے ایک نوجوان کو نکالا گیا اور اس نے نکلتے ہی اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔لوگوں نے پوچھا: کیا تمہارے اوپر کوئی خوف نہیں: وہ کہنے لگا:

''کیوں؟ جب میں اللہ پر ایمان رکھتا ہوں تو زندگی اور موت کا مالک میں اسی کو سمجھتا ہوں، میں نیچے ملبے میں پھنس گیا تھا۔مگر میں نے دل میں سوچ لیا تھا کہ اگر میرے مولا کو میری موت مطلوب ہے تو میں مرنے کے لیے راضی ہوں اور اگر اس کو بچانا مطلوب ہے تو میرا اللہ مجھے بچا دے گا۔''

دیکھیے !ایک نوجوان کا ایسا پختہ یقین تھا اور وہ بھی ملبے کے اندر پھنسا ہوا تھا۔

ایک بزرگ دسویں دن ملبے سے نکالے گئے۔ان کی عمر پچاسی سال تھی۔ جب ان کو نکالا گیا تو ان پر بہت کمزوری تھی اور وہ کہنے لگے:

''ان دس گیارہ دنوں میں نہ میرا کوئی روزہ قضا ہوا اور نہ ہی میری نماز قضا ہوئی۔میرے پاس گھڑی تھی۔میں وقت کے حساب سے روزے کی نیت بھی کر لیتا تھا، افطاری کی نیت بھی کر لیتا تھا اور اپنے وقت پر میں تیمّم کر کے نماز بھی پڑھ لیتا تھا۔''

بتانے کا مقصد یہ ہے کہ جن لوگوں کو زمین میں دھنسا دیا گیا، یا ان کے مکانات زمین بوس ہو گئے، وہ ہم سے زیادہ برے نہیں تھے۔بلکہ کتنے ہی ہم سے زیادہ بہتر تھے۔کتنے نیکوکار لوگ تھے، کتنی پاکدامن عورتیں تھیں، مگر اللہ کا تکوینی فیصلہ آ گیا۔زمین کے اس ٹکڑے کو ہلا دیا۔ جہاں برے چلے گئے وہاں نیک

بھی ساتھ چلے گئے۔

کیا ان حالات و واقعات کو سن کر ہم اپنے دل میں یہ نیت کر سکتے ہیں کہ ہم بھی آج اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے سچی توبہ کرتے ہیں۔اگر ہم اتنے بڑے بڑے واقعات کو دیکھ کر اور سن کر بھی بات کو نہیں مانیں گے تو اس کا مطلب ہے کہ ہم اپنی آخرت کو برباد کرنے پر تل گئے ہیں۔

سال میں ایک دو مرتبہ آزمائش:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَوَلَا یَرَوْنَ اَنَّھُمْ یُفْتَنُوْنَ فِیْ کُلِّ عَامٍ مَّرَّۃً اَوْ مَرَّتَیْنِ ثُمَّ لَا یَتُوْبُوْنَ وَ لَا ھُمْ یَذَّکَّرُوْنَ (التوبہ:126) کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ سال میں ایک یا دو مرتبہ آزمائے جاتے ہیں اور پھر بھی وہ توبہ نہیں کرتے اور نصیحت حاصل نہیں کرتے''

اللہ تعالیٰ ہر سال ایک یا دو دفع دکھا دیتے ہیں۔کہیں سونامی آجاتا ہے،کہیں زلزلہ آجاتا ہے،کہیں طوفان آجاتا ہے۔یہ سب اللہ تعالیٰ نشانیاں دکھا رہے ہیں کہ لوگو! جاگو، جاگو،تم غفلت کی نیند سوئے ہوئے ہو اور تمہارا آگے جانے کا وقت قریب آچکا ہے۔

آج ہم اپنے دلوں میں جھانک کر دیکھیں تو دل نفرتوں اور عداوتوں سے بھرے پڑے ہیں۔ہم کھلم کھلا اللہ کے حکموں کی بغاوت کرنے میں جھجک محسوس نہیں کرتے۔آج کا انسان دوسرے انسان کو کھا جانے کے لیے تیار ہے۔ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ انسانوں کو جھنجوڑتے ہیں۔

غور کیجیے!اس زلزلے میں

کتنے مویشی تھے،وہ بھی زمین کے اندر چلے گئے،

کتنی زراعت تھی جو زمین کے اندر چلی گئی،

کتنے نیک لوگ تھے، وہ بھی دنیا سے چلے گئے۔

اللہ تعالیٰ عبرت کی نظر سے ان واقعات کو سننے کی توفیق عطا فرمائے۔

عبرت پکڑو، باعثِ عبرت نہ بنو:

ہمارے مشائخ نے فرمایا:

اَلسَّعِيدُ مَنْ وُعِظَ لِغَيْرِهٖ وَ الشَّقِيُّ مَنْ وُعِظَ لِنَفْسِهٖ

''نیک بخت وہ ہوتا ہے جو دوسروں سے عبرت پکڑے اور بد بخت وہ ہوتا ہے جو خود دوسروں کے لیے عبرت بنے۔''

ہماری نیک بختی یہ ہے کہ ہم آج کی اس محفل میں اللہ رب العزت کے سامنے اپنے تمام گناہوں کی سچی معافی مانگیں۔ یہ دعا پڑھیں۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا (البقرہ:286)

''اے پروردگارِ عالم! ہمیں نہ پکڑ لیجیے گا، اگر ہم بھول جائیں یا خطا کر بیٹھیں''

ہم نے تو یقیناً خطائیں کی ہیں، گناہ کیے ہیں۔ اس لیے ہمیں اور زیادہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنا چاہیے۔ لہٰذا آج کی اس مجلس کو توبہ کی مجلس بنا لیجیے اور اپنی زندگی کی ترتیب کو سیدھا کرنے کی نیت کر لیجیے۔

آج زندگی کا رخ بدل لیں:

جو خواتین پردہ کرنے میں کوتاہی کرتی ہیں آج سچی توبہ کریں کہ ہم شرعی پردہ کریں گی۔ جو نمازوں

میں سستی کرتی ہیں وہ آج سچی توبہ کریں کہ ہم پابندی سے نماز پڑھیں گی۔ جو خواتین اپنے خاوندوں کے ساتھ ہر وقت جھگڑوں میں لگی رہتی ہیں اور گھر کے سکون کو خراب کرتی ہیں وہ عہد کریں کہ ہم آج کے بعد اپنی نفسانیت اور انانیت کو توڑیں گی اور ہم گھر کے اندر پرسکون ماحول کو پیدا کریں گی۔ جن کے دلوں کے اندر کوئی غیر بسا ہوا ہے آج ان بتوں کو توڑ لیجیے۔

”بتوں کو توڑ تخیّل کے ہوں کہ پتھر کے“

اور ایک اللہ سے محبّت کرنے کا عہد کر لیجیے۔ آج اللہ رب العزت نے یہ رمضان المبارک ہمیں دیا، معلوم نہیں کہ آئندہ رمضان المبارک کس کے نصیب میں ہوگا اور کس کے نصیب میں نہیں ہوگا۔ اس رمضان المبارک کے بھی چند دن باقی رہ گئے ہیں۔ جیسے کوئی بندہ ہاتھ میں مچھلی پکڑے تو وہ دیکھتے ہی دیکھتے ہاتھوں سے نکل جاتی ہے، رمضان المبارک کا بھی یہی حال ہے۔ ایک وقت تھا کہ ہم انتظار میں تھے کہ رمضان المبارک آئے گا اور آج دیکھیں کہ چند دن باقی رہ گئے ہیں اور ان کے گزرنے میں بھی کوئی دیر نہیں لگے گی۔ ہم سوچیں کہ کیا ہماری مغفرت ہو چکی ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ نے ہماری بخشش کے فیصلے کر لیے؟ کیا ہم نے رو دھو کر اپنے رب کو منا لیا۔ اگر اس میں ہم کوئی کمی کر چکے ہیں تو جو دن اور راتیں باقی ہیں ان میں اپنے اللہ کو منا لیجیے؟ اپنے اللہ کے ساتھ جنگ نہ کیجیے۔ جو اپنے اللہ سے ٹکرائے گا، اس کے حکموں کو توڑے گا، پھر اللہ تعالیٰ اس کی گردن مروڑے گا اور اس کو دوسروں کے لیے عبرت کا نشان بنا دے گا۔ بندوں کو بندگی سجتی ہے۔ اللہ کے سامنے جھک جائیے۔ اس سے معافی مانگ لیجیے۔ میرے مولا! بہت گناہ گار ہیں، بہت خطا کار ہیں، مگر آپ نے ہی ہمیں مہلت دی ہے، اب ہماری توبہ کو قبول کر لیجیے اور آئندہ نفس اور شیطان کے مکر و فریب سے ہمیں بچا لیجیے۔

آپ یہ سوچیں کہ آج ہم نئے سرے سے مسلمان ہو رہی ہیں اور ایک نئی ایمانی، اسلامی اور قرآنی زندگی

بسر کرنے کا دل میں ارادہ کر رہی ہیں۔

ذرا سوچیے کہ اس جسم کو آپ نے زندگی میں مخلوق کی خاطر کتنی مرتبہ سجایا:۔

میں ابو سے ملنے جا رہی ہوں،

میں امی سے ملنے جا رہی ہوں،

میں میاں کے پاس جا رہی ہوں،

مخلوق کی خاطر آپ نے اس جسم کو کتنی مرتبہ سجایا۔ کیا کبھی اس کو آپ نے اپنے رب کی ملاقات کے لیے بھی سجانے کی کوشش کی؟ رب کی ملاقات کی سجاوٹ تو یہ ہے کہ انسان کے کسی عضو سے کوئی گناہ نہ ہو اور وہ پاک جسم لے کر اپنے رب کے سامنے حاضر ہو۔ اے اللہ کی بندی! جب تو اپنے چہرے کو ہزاروں مرتبہ مخلوق کی خاطر سجا چکی ہے تو اب اس چہرے کو اپنے رب کے لیے بھی سجا لے۔ کبھی غسل کر اور اچھے صاف کپڑے پہن کر مصلّے پہ آ کر کھڑی ہو جا اور کہہ دے: اللہ! میں آپ سے صلح کرنے کے لیے آئی ہوں، میرے مولا! آج میں سب فاصلے ختم کرنے کے لیے آئی ہوں، اے اللہ! میں نفس کی مکاریوں سے توبہ کر کے آج تیرے سامنے سر بسجود ہونے کے لیے آئی ہوں۔ رمضان المبارک کے اس بقیہ وقت میں کوئی تو تسلّی کی دو رکعت پڑھ لیجیے۔ اللہ کے سامنے کوئی ایسا سجدہ کر لیجیے کہ میرے مولا کو پسند آ جائے۔

نشانِ سجود تیری جبیں پر ہوا تو کیا کوئی ایسا سجدہ کر کہ زمیں پر نشاں رہے

ہم خلوص کا کوئی ایسا سجدہ کر جائیں کہ ہمارے مولا کو پسند آ جائے اور اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کی مغفرت فرما دے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زندگیوں کو بدل کر نیکوکاری کی زندگی بسر کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ